۵۰واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

اہلِ ایمان کی بڑی تعداد میں حبشہ کی جانب دوسری ہجرت

ہجرتِ حبشہ ثانیہ

۵۰واں باب

اہلِ ایمان کا بڑی تعداد میں حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کرنا
ہجرتِ حبشہ ثانیہ

سنہ پانچ نبوی کا نصف گزرنے پر کارواں کہاں کھڑا ہے؟

پانچویں سال کے نصف آخر سے جو سورتیں نازل ہو رہی تھیں اُن میں مسلمانوں کو پیہم مکّہ کو چھوڑ کر آزادانہ دین پر اطاعت کرنے کے لیے اللہ کی وسیع زمین میں نکل جانے کے لیے ذہن سازی ہو رہی تھی، سورہ عنکبوت اور زمر میں یہ احکامات بہت واضح آ گئے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو حبش جانے کی اجازت دے دی۔

۴۴ ویں باب میں ہم تفصیل سے قرآنی اشاروں اور احکامات کا تذکرہ کر کے پھر ہجرت کے مقاصد اور اسباب پر بھی گفتگو کر چکے ہیں۔ رجب کے مہینے میں ہجرتِ حبشہ اولیٰ کی تفصیلات اور اُس کے نتیجے میں جو دیگر واقعات رونما ہوئے وہ بھی سامنے آ چکے ہیں۔ رمضان میں سورہ نجم نازل ہوئی اور سارے مشرکین بھی سجدے میں گر گئے جس کی اطلاع مہاجرین کو حبش میں اس طرح ملی کہ مکّہ میں اسلام غالب آ گیا اور کفر مٹ گیا ہے، اور وہ واپس آ گئے، صحیح صورتِ حال معلوم ہونے پر کچھ واپس چلے گئے اور کچھ قریش کے مختلف بااثر افراد کی پناہوں میں مکّہ میں داخل ہو سکے۔

حبشہ کی جانب دوسری ہجرت کیوں ہوئی؟

اس کے بعد مسلمانوں پر اور خاص طور سے حبشہ سے واپس پلٹ آنے والے مہاجرین پر قریش کا غصہ اور بڑھ گیا مگر ظالموں کے دانت کھٹّے ہو چکے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ زیادہ دباؤ اور زیادتی کی تو سب بھاگ جائیں گے، ایک جائے پناہ جو مکّہ سے زیادہ سرسبز اور معاشی لحاظ سے زیادہ بار آور ہے اُن کے لیے منتظر ہے۔ تاہم ہر ہر مسلمان کو اُس کے قبیلے والوں نے خوب ستایا اور دانش مندی کا مظاہرہ نہ کیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ کو پھر ہجرت حبشہ کا مشورہ دیا پھر چند

مہینوں کے اندر مزید لوگوں نے ہجرت کی، کفار کی ساری تدابیر کے باوجود لوگ نکلتے ہی رہے۔ گروپس میں بھی اور تنہا بھی لوگ نکلتے اور حبش میں جا کر جمع ہو گئے، یہاں تک کہ ۸۳ مرد، ۱۹ عورتیں اور ۷ غیر قریشی مسلمان حبش میں جمع ہو گئے اور مکے میں نبی ﷺ کے ساتھ تھوڑے لوگ رہ گئے۔ ہجرت کر جانے والوں کی مکمل فہرست تو نہیں بن پاتی تاہم ۶۸ مرد اور ۱۹ خواتین کی [اکثریت نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی ہے] ایک قریب قریب مکمل فہرست حسبِ ذیل ہے:

جدول ۵۰-۸ ہجرتِ حبشہ ثانیہ میں شامل صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

حبش کی جانب ہجرت کرنے والے وہ اصحاب جن کی جدوجہد سے آنے والی انسانی نسلوں کو اسلام نصیب ہوا، رضی اللہ عنهم و رضوا عنه

۱ ابوعبیدہ بن جراح	۱۵ حاطب بن عمرو	۲۹ سکران بن عمرو	۴۳ عبداللہ بن مظعون
۲ ابو فکیہ	۱۶ حجاج بن حارث	۳۰ سلیط بن عمرو	۴۴ عبداللہ بن جحش
۳ ابو قیس بن حارث	۱۷ خالد بن حزام	۳۱ سہیل بن بیضاء	۴۵ عتبہ بن غزوان
۴ ابوالروم بن عمیر	۱۸ خالد بن سعید	۳۲ شجاع بن وہب	۴۶ عتبہ بن مسعود
۵ ابوحذیفہ	۱۹ خالد بن سفیان	۳۳ شرجیل بن حسن	۴۷ عثمان بن عبد غنم
۶ ابو سبرہ بن ابی رہم	۲۰ خراس بن نضر	۳۴ طلیب بن عمیر	۴۸ عثمان بن عفان
۷ ابو سلمہ بن عبدالاسد	۲۱ خطاب بن حارث	۳۵ عامر بن ربیع	۴۹ عثمان بن مظعون
۸ اسود بن نوفل	۲۲ خنیس بن حذافہ	۳۶ عباد بن ابی ربیع	۵۰ عمرو بن حارث
۹ تمیم بن حارث	۲۳ سائب بن حارث	۳۷ عبدالرحمن بن عوف	۵۱ عمرو بن امی
۱۰ جعفر بن ابی طالب	۲۴ سائب بن عثمان	۳۸ عبداللہ بن حذافہ	۵۲ عمرو بن عثمان
۱۱ جناد بن سفیان	۲۵ سعد بن خول	۳۹ عبداللہ بن سفیان	۵۳ عیاض بن زہیر
۱۲ جہم بن قیس	۲۶ سعید بن حارث	۴۰ عبداللہ بن سہل	۵۴ قدامہ بن مظعون
۱۳ حارث بن خالد	۲۷ سعید بن عمرو	۴۱ عبداللہ بن مخرم	۵۵ قیس بن حذافہ
۱۴ حاطب بن حارث	۲۸ سفیان بن معمر	۴۲ عبداللہ بن مسعود	۵۶ مالک بن زمع

جدول ۵۰-۸ جاری

۵۷ محمی بن جزاء	۶۱ معمر بن عبداللہ	۶۵ ہاشم بن ابو حذیف
۵۸ مطلب بن ازہر	۶۲ معیقیب بن ابی فاطم	۶۶ ہبار بن سفیان
۵۹ معتب بن عوف	۶۳ مقداد بن عمرو	۶۷ ہشام بن عاص
۶۰ معمر بن ابی سرح	۶۴ نبیہ بن عثمان	۶۸ یزید بن زمع

جدول ۵۰-۹ ہجرتِ حبشہ ثانیہ میں شامل صحابیات رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی

۱	اسماء بنت عمیس	۶	برکہ بنت یسار	۱۱	رملہ بنت ابی عوف	۱۶	فاطمہ بنت عمیس
۲	ام حرمل	۷	حبیبہ بنت ابوسفیان	۱۲	سہلہ بنت سہیل	۱۷	فاطمہ بنت مجلل
۳	ام سلمہ	۸	حسنہ ام شرجیل	۱۳	سودہ بنت زمع	۱۸	فکیہہ بنت یسار
۴	ام کلثوم اسماء بنت عمیس	۹	خزیمہ بنت جہم	۱۴	عمیرہ بنت سعدی	۱۹	لیلیٰ بنت ابی حتم
۵	امینہ بنت خلف	۱۰	ربطہ بنت حارث	۱۵	فاطمہ بنت علقم		

کفارِ قریش پر مسلمان نوجوان رشتہ داروں کے مکّہ چھوڑ جانے کے اثرات

ان لوگوں کے مکّہ سے چلے جانے نے مکے کے گھر گھر کو اداس کر دیا، کیوں کہ قریش کے بڑے اور چھوٹے ہر قبیلے کے جگر گوشے ان مہاجرین میں شامل تھے۔ بعض لوگ اس کی وجہ سے اسلام دشمنی میں اور زیادہ سخت ہو گئے۔ اور بعض کے دلوں پر مسلمانوں کی اس قربانی اور صبر کا اس درجہ اثر ہوا کہ ایک دن وہ مسلمان ہو کر رہے۔ چنانچہ عمرؓ کی اسلام دشمنی پر پہلی چوٹ اسی واقعہ سے لگی۔ ان کی ایک قریبی عزیزہ لیلیٰ بنت حشمہ بیان کرتی ہیں کہ میں حبشہ جانے کے لیے اپنا سامان باندھ رہی تھی، اور میرے شوہر عامر بن ربیعہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں عمرؓ بن الخطاب آئے اور کھڑے ہو کر سفر کی تیاری میں میرے انہاک کو اور سامان کو بندھتے دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد اُن کے منہ سے نکلا "عبداللہ کی ماں، [یقیناً] جارہی ہو"؟ میں نے کہا "ہاں اللہ کی قسم تم لوگوں نے ہمیں ستایا۔ اللہ کی زمین وسیع ہے، اب ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں اللہ ہمیں سکون دے" یہ سن

کر عمرؓ کے چہرے پر درد کے آثار ابھر آئے جیسے وہ رو پڑیں گے، میں نے عمرؓ کے چہرے پر ایسا ملال کبھی نہ دیکھا تھااور وہ بس یہ کہہ کر چلے گئے کہ "اللہ تمہارا حامی ہو"

حبشہ کو اسلام کا مرکز بننے سے روکنے کے لیے مشرکینِ قریش کی کوششیں

مشرکین کو بہت افسوس اور غصہ تھا کہ مسلمان اپنے جان و مال اور اپنا دین بچا کر ایک پر سکون و اطمنان کی جگہ پہنچ گئے ہیں، اس دوسری ہجرت کے بعد تمام سردار سر جوڑ کر بیٹھے اور طے کیا کہ حبش کی سلطنت کی جانب ایک سفارتی مشن کو بھیجا جائے جو وہاں کے اعیانِ سلطنت کو اِن مہاجرین کو واپس مکّہ روانہ کرنے پر آمادہ کرے۔ چند ماہ پہلے [ماہ رجب میں] اسی مقصد کے لیے پہلی ہجرت کے نتیجے میں بھیجے جانے والے وفد کی ناکامی کا اُن کو بخوبی احساس تھا، چناں چہ بڑی پلاننگ کی گئی طریقِ واردات میں تبدیلی لائی گئی۔ وفد میں عمار بن ولید کی جگہ اس مرتبہ عبداللہ بن ابی ربیعہ (ابو جہل کے ماں جائے بھائی) کو شاملِ وفد کیا گیا۔ باقی اس اہم سفارتی مہم کے لیے وفد کی سربراہی کے لیے وہی عمرو بن العاص ہی منتخب ہوئے چوں کہ وہ حکمت و دانش اور سفارت کاری کے داؤ پیچ اور سیادت و سیاست کے فن سے واقف تھے [ان کو ابھی تک ایمان نصیب نہیں ہوا تھا]۔ااوران دونوں کو نجاشی اور بطریقوں [درباری مذہبی پیشوا] کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہترین تحفے اور ہدیے روانہ کیے تاکہ رقم اور تحائف سے اِن کو خریدا جائے اور پھر یہ لوگ کسی نہ کسی طرح نجاشی کے سامنے اس وفد کے موقف کی بھرپور حمایت کر کے بادشاہ کو اس بات پر راضی کرلیں کہ وہ مکّہ سے آئے ہوئے مہاجرین کو جہاں سے آئے تھے وہیں واپس کر دے۔

ام المومنین ام سلمہؓ نے (جو خود مہاجرین حبشہ میں شامل تھیں) یہ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ جو فرماتی ہیں اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں سمجھ دار اراکین ہمارے پیچھے حبش آئے۔۔ پہلے انھوں نے نجاشی کے وزیروں، مشیروں اور درباریوں میں خوب تحفے تحائف تقسیم کیے اور ان سے راہ و رسم بڑھائی۔ اپنے موقف کو پر زور انداز میں پیش کر کے اُن کو قائل کیا کہ ان مہاجرین کو ان کے ملک واپس بھیجنا ہی بہتر ہے۔ جب فیصلوں پر اثر انداز ہونے والے اِن مصاحبوں کو اپنی حمایت پر تحائف سے بھی اور دلائل سے بھی رام اور اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ

مہاجرین کو واپس کرنے کے لیے نجاشی پر بالاتفاق زور دیں گے۔ پھر نجاشی سے ملے اور اس کو بیش قیمت نذرانہ دینے کے بعد کہا:

عمرو بن العاص کی نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی واپسی کے لیے تقریر

" اے بادشاہ! آپ کے ملک میں ہمارے کچھ نا سمجھ نوجوان لونڈے بھاگ آئے ہیں۔ انھوں نے اپنی قوم کا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کا دین بھی اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ انھوں نے ایک نرالا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ آپ واقف ہیں اور نہ ہم۔ ہمیں آپ کے پاس انھی کی خیر خواہی کے لیے ان کے والدین اور قبیلے کے اشراف نے بھیجا ہے۔ تا کہ آپ انھیں ان کے پاس واپس بھیج دیں۔ کیوں کہ خاندانوں کے بڑے ہی ان پر سب سے گہری نگاہ رکھتے ہیں اور ان کی خامی اور خوبی کے اسباب کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔"

عمرو بن العاص اپنا مدعا بیان کر ہی پائے تھے کہ ہر جانب سے مصاحبوں نے با آواز بلند چلانا شروع کر دیا: بادشاہ سلامت! یہ دونوں ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔ ان کی قوم کے لوگ ان کو زیادہ جانتے ہیں کہ ان میں کیا عیب ہے۔ انھیں رکھنا ٹھیک نہیں ہے آپ ان جوانوں کو ان کے حوالے کر دیں۔ یہ انھیں ان کی قوم اور ان کے ملک میں واپس پہنچا دیں گے۔۔ مگر نجاشی نے ناراض ہو کر کہا کہ "اس طرح تو میں انھیں حوالے نہیں کروں گا۔ جن لوگوں نے اپنے ملک کو چھوڑ کر میرے ملک پر اعتماد کیا اور یہاں پناہ لینے کے لیے آئے ہیں میں ان سے ہر گز بے وفائی نہیں کر سکتا۔ پہلے میں انھیں بلا کر تحقیق کروں گا کہ ان کے بارے میں ان حضرات نے جو کچھ کہا ہے اس میں کتنی صداقت ہے" چناں چہ نجاشی نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو اُن کا موقف سننے کے لیے اپنے دربار میں بلا بھیجا۔

نجاشی کا پیغام پا کر سارے مسلمان مہاجرین جمع ہوئے اور انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ نجاشی بادشاہ کے سامنے کیا کہنا ہے۔ آخر سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو تعلیم ہمیں دی ہے وہی ہم بے کم و کاست پیش کریں گے خواہ نجاشی ہمیں رکھے یا نکال دے۔ دربار میں پہنچتے ہی نجاشی نے سوال کیا کہ "یہ کونسا دین ہے جس کی بنیاد پر تم نے اپنی قوم سے

علیحدگی اختیار کرلی ہے؟نہ ہی تم لوگ میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ دنیا کے دوسرے ادیان ہی میں سے کسی کے دین میں؟؟آخر یہ تمہارا نیا دین ہے کیا ہے"؟

نجاشی کے دربار میں جعفرؓ بن ابی طالب کی تقریر

نجاشی کے سوالات کے جواب دینے کے لیے جعفرؓ اُٹھے اور گویا ہوئے:

اے بادشاہ! ہم ایک گم راہ قوم میں تھے جو خالق کو نہ جانتی پہچانتی تھی اور ہم بُتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، بدکاریاں کرتے، خونی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے اور پڑوسیوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے زور آور کم زور پر ظلم کررہا تھا،

ہم ایسی حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا اُس کی عالی نسبی، صداقت و امانت اور شرافت ہم میں سے ہر ایک پر ظاہر تھی۔اس نے ہمیں اللہ کی اطاعت وعبادت کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ ہی کو اپنا الٰہ مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اس کے سوا جن پتھر کے بتوں کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے چلے آئے تھے اُن کو ترک کردیں۔اُس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتے داروں سے جڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخون ریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور بے حیائی کے فحش کاموں میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن کنواری عورت پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم اللہ کے ساتھ الوہیت اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔اس نے ہمیں نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کا حکم دیا... ہم نے اس رسول کی تصدیق کی، اس پر ایمان لائے اور اس کے لائے ہوئے دینِ اسلام کو اختیار کرلیا۔ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جن باتوں کو اللہ کے رسول نے حرام بتایا انہیں حرام مانتے ہیں اور جن کو حلال بتایا انہیں حلال جانتے ہیں۔ہماری اس روش پر ہماری قوم ہم سے بے زار ہوگئی۔اس نے ہم پر زیادتی کی مارا پیٹا اور ہمیں دین سے پھیرنے کے لیے فتنے میں مبتلا کردیا تاکہ ہم الہِ واحد کی عبادت چھوڑ دیں اور دوبارہ بُت پرستی کرنے لگیں اور جن گندی چیزوں سے ہم اجتناب کرنے لگے ہیں وہ دوبارہ جائز حلال سمجھنے لگیں۔وہ جب ہم پر زیادتی وظلم میں حد سے نکل گئے اور ہماری زندگی

اجیرن کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن گئے تو ہم نے آپ کے ملک میں پناہ حاصل کرنے کی ٹھانی اور دوسروں کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی، آپ کی پناہ میں رہنا پسند کیا۔اے بادشاہ! امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

نجاشی نے یہ تقریر سن کر کہا کہ ذرا مجھے وہ کلام تو سناؤ جس کے بارے تم کہتے ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے تمہارے نبی پر اترا ہے۔ جعفرؓ نے جواب میں سورہ مریم کا وہ ابتدائی حصہ سنایا جو ذکر یا اور یحیی علیہماالسلام سے متعلق ہے۔ نجاشی اس کو سنتا رہا اور روتا رہا یہاں تک کہ آنسو اُس کی ڈاڑھی پر آ گئے۔جب جعفر بن ابی طالبؓ نے تلاوت ختم کی تو نجاشیؓ نے کہا کہ: یقیناً یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰؑ لائے تھے دونوں ایک ہی منبع سے نکلنے والی روشنی ہیں۔اللہ کی قسم میں تمھیں ان لوگوں کے حوالے نہ کروں گا۔اس کے بعد نجاشی نے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونوں واپس جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور نہ یہاں ان کے خلاف کوئی چال چلی جاسکتی ہے۔اس کے حکم پر وہ دونوں وہاں سے نکل گئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے مسلمانوں کے عقیدے کے بارے میں استفسار

عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ دربار سے ناکام لوٹے تو نجاشی کے دینی جذبات کو بھڑکانے کا مشورہ کیا۔ عمرو بن العاص نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا: اللہ کی قسم! کل ان کے متعلق ایسی بات پیش کروں گا کہ آج اِن کو جو خوشی نصیب ہوئی ہے اُس کی جڑ کٹ جائے گی۔ عبداللہ بن ربیعہ نے کہا: نہیں، ایسا نہ کرنا۔ ان لوگوں نے اگرچہ ہمارے خلاف کیا ہے لیکن ہیں تو بہر حال ہمارے اپنے ہی کنبے قبیلے کے لوگ۔ مگر عمرو بن العاص اپنی رائے پر اَڑے رہے۔

اگلا دن آیا تو عمرو بن العاص نے دربار میں آکر نجاشی سے کہا کہ " ذرا ان لوگوں سے بلا کر یہ تو پوچھیے کہ عیسیٰؑ بن مریم کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے۔ یہ لوگ ان کے متعلق ایک بڑی بات کہتے ہیں" نجاشی نے پھر مہاجرین کو بلا بھیجا۔ مہاجرین کو پہلے سے عمرو بن العاص کی چال کا اندازہ ہو چکا تھا۔ انھوں نے جمع ہو کر پھر مشورہ کیا کہ اگر نجاشی نے عیسیٰؑ کے بارے میں سوال کیا تو کیا جواب دیں؟ موقع بڑا نازک تھا اور سب اس سے پریشان تھے۔ مگر پھر بھی اصحاب رسول اللہ ﷺ نے

یہی فیصلہ کیا کہ جو ہوتا ہے وہ ہو جائے ہم تو وہی بات کہیں گے جو اللہ نے فرمائی اور اللہ کے رسول نے سکھائی ۔ چناں چہ جب یہ لوگ دربار میں گئے اور نجاشی نے عمرو بن العاص کا پیش کردہ سوال ان کے سامنے دہرایا تو جعفر بن ابی طالب ؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کر دی، جس میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں قرآن کی پوری تعلیم موجود ہے۔ نجاشی سنتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ جب تلاوت ختم ہوئی تو جعفر ؓ نے کہا کہ: اس کی رو سے مسیح علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ تھے جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا کیا۔ نجاشی نے سن کر ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا" اللہ کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے عیسی علیہ السلام اس سے تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھے۔" اس پر بطریقوں نے "ہونہہ" کی آواز لگائی۔ نجاشی نے کہا: اگرچہ تم لوگ "ہونہہ" کہو۔

اس کے بعد نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: جاؤ ! تم لوگ میری مملکت میں امن وامان سے ہو۔ جو تمہیں گالی دے گا اس پر تاوان لگایا جائے گا۔ مجھے گوارا نہیں کہ تم میں سے میں کسی آدمی کو ستاؤں اور اس کے بدلے مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے۔

اس کے بعد اس نے اپنے مصاحبوں سے مخاطب ہو کر کہا: ان دونوں کو ان کے ہدیے واپس کر دو۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب مجھے میرا ملک واپس کیا تھا تو مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی کہ میں اس کی راہ میں رشوت لوں۔ نیز اللہ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات قبول نہ کی تھی کہ میں اللہ کے بارے میں لوگوں کی بات مانوں۔

ام سلمہ ؓ جنہوں نے اس واقعے کو بیان کیا ہے، کہتی ہیں اس کے بعد وہ دونوں اپنے ہدیے تحفے لیے بے آبرو ہو کر واپس چلے گئے اور ہم نجاشی کے پاس ایک اچھے ملک میں ایک اچھے پڑوسی کے زیر سایہ مقیم رہے۔

نجاشی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور اُس کی حسبِ استطاعت ذمہ داریاں

آثار واحادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی نے جعفر ؓ بن ابی طالب سے قرآن سننے کے بعد اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تھا، تاکہ ان

کے مذہبی رہ نما بطارقہ اور دوسرے امرا ہنگامہ نہ کھڑا کردیں، رسول اکرم ﷺ نے ان کے اقرارِ اسلام مہاجرین کی حفاظت اور کفالت کو ان کے لیے کافی اور مناسب سمجھا، ان کو مکّہ مکرمہ یا مدینہ آنے کا حکم نہیں دیا، نجاشیؒ نے اپنی وصیت میں بھی اپنے اسلام لانے کا اعلان و اقرار کیا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کی وفات کی خبر سن کر ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ صحابہ کے ساتھ ادا کی تھی۔

مہاجرین کی حفاظت اور کفالت کے لیے نجاشی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قانون سازی

انسانی روّیوں میں مصلحین تبدیلی لاتے ہیں حکومتیں یہ کام قانون کے ذریعے انجام نہیں دے سکتی ہیں نجاشی رضی اللہ عنہ نے ان غریب الوطن مہاجرینِ حبشہ کی حفاظت کے ساتھ اِن کے لیے اجنبی ماحول میں مہذب سلوک کی بھی جدوجہد کی۔ ایک یاد رکھا جانے والا کام یہ تھا کہ اس نے قانون بنایا کہ اگر کوئی حبشی یا عیسائی شہری، مسلم مہاجرین میں سے کسی کو گالی دے گا یا کسی قسم کی اذیت دے گا تو اسے چار درہم جرمانہ ادا کرنا پڑے گا، مہاجرین کی اس درخواست پر کہ یہ جرمانہ ناکافی ہے، نجاشی نے اسے دوگنا یعنی آٹھ درہم کردیا۔ یہ تدبیر خاصی مؤثر رہی۔

نجاشی رضی اللہ عنہ نے ایک اور حکم جاری کیا کہ مہاجرینِ حبشہ کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام سرکاری خزانے سے کیا جائے: أَمَرَلَنَا بِطَعَامٍ وكِسوَةٍ جیسا کہ ابن کثیرؒ نے حافظ ابو نعیم کی دلائل النبوۃ کی بنا پر لکھا ہے۔ سرکاری کفالت کا یہ اقدام صرف اس بنا پر کیا گیا کہ حکم راں نرم دل مسلمان اور عادل تھا اور مقامی آبادی کی اکثریت مہاجرین سے بے زار و بے مروّت تھی۔

مہاجرینِ حبشہ کی اتنی بڑی تعداد نے سالہا سال ان وظائف پر گزارہ نہیں کیا۔ اول تو حکومتی وظائف کھانے کپڑے کا انتظام صرف ابتدائی دور کے لیے تھا ثانیاً ایسے وظائف جسم و جان کا رشتہ جوڑے رکھنے کے لیے تو کافی ہوتے ہیں مگر سارے اخراجات و ضروریات کے لیے کبھی بھی کافی نہیں ہو پاتے۔ تمام مہاجرینِ حبشہ، قریشی اشراف خاندانوں کے صحت مند اور عزتِ نفس رکھنے والے افراد تھے اور اپنی مکّی زندگی میں تجارت و کاروبار کا وسیع تجربہ رکھتے تھے، یہاں بھی انھوں نے اپنی جڑیں جمالیں۔

عمرو بن العاص کے ذہن پر ناکامی کے اثرات

عمرو بن العاص کی ساری سفارت و سیاست دھری کی دھری رہ گئی، کیا قریش کا وفد سفارت کاری صحیح طور پر انجام نہیں دے سکا؟ سچی بات یہ ہے کہ وفد قریش نے اپنی ذہانت اور سفارت کا حق ادا کر دیا تھا، یہ سب کچھ اس لیے کام نہ آسکا کہ اللہ کی توفیق سے نجاشی رضی اللہ عنہ کا دل اسلام کے لیے کھل چکا تھا، وہ جب دوسرے روز بادشاہ سے مطالبہ کر رہے تھے کہ مہاجرین کو مکّہ واپس بھیج دیں وہ اُس وقت قرآن سن کر مسلمان ہو چکا تھا۔ عمرو بن العاص کی صلاحیتوں کی ناکامی نہیں تھی یہ اللہ کی مسلط کردہ ناکامی تھی جس سے مفر ممکن نہ تھا۔ جس طرح میدانِ بدر میں کفار مکّہ پر اللہ نے اپنے فرشتوں کے ذریعے شکست مسلط کی تھی۔ عمرو بن العاص اپنی اس ناکامی پر بہت دل برداشتہ ہوئے اور مسلمانوں کے لیے اُن کی سختی دوچند ہو گئی تھی۔ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف بدر واحد اور خندق میں بھی حصہ لیا تھا اور وہ مسلمانوں کی پیہم کامیابیوں سے ہر مرتبہ اسی طرح دل برداشتہ ہوتے رہے جس طرح اپنی سفارت کاریوں کے انجام سے ہوئے تھے۔ پھر پندرہ سال بعد تو وہ زیادہ ہی آزردہ اور شکست خوردہ تھے اور انھیں اپنی دانش سے مکّہ پر مسلمانوں کے ہونے والے غلبے کا یقین ہو چلا تھا، سوچا حبش چلا جاؤں، وہاں پہنچے اور وہاں نجاشی کی تلقین سے اسلام دل میں اتر گیا! عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اب اُن کے دل میں ایک ہی دھن تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جائیں۔ سیدھے ساحلِ سمندر پر پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شعیبہ کی بندرگاہ پر اترے، اونٹ کی سواری کی اور مر الظہران سے ہوتے ہوئے مقام ہدہ پہنچے، تو دیکھا کہ خالد بن ولید مخزومی اور عثمان بن طلحہ عبدری اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ جا رہے تھے۔ اپنے قبولِ اسلام کا کچھ بتائے بغیر یہ بھی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ یہ لوگ مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام قبول کیا۔ یہ خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام تھا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اُس ایمان کی توثیق حاصل کی جو وہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے تھے۔

☆☆☆☆